حقیقتِ نبوّت

تقریر

قاضی محمد نذیر صاحب فاضل سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ

بموقعہ

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۶۱ء

یہ تقریر جماعت احمدیہ کے سالانہ
جلسہ ؁۶۱ء کے پہلے دن مورخہ ۲۶ر دسمبر
؁۶۱ء کی گئی۔ جسے مقرر کی نظر ثانی
اور مزید اضافہ کے ساتھ افادۂ عام کیلئے
شائع کیا جا رہا ہے۔

مہتمم نشر و اشاعت
ربوہ

اشهد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ
واشہد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

(سورۂ جن ع۲ آیت ۲۷)

پروگرام کے مطابق اس وقت مجھے "نبوت کی حقیقت" کے موضوع پر اپنے خیالات کو پیش کرنا ہے۔

یہ موضوع نہایت اہم ہے۔ یہ موضوع اسلام کی جان اور احمدیت کی روح و رواں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے زمانہ میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیّد وُلدِ آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتم، اکمل ارفع اور اعلیٰ شان کے اظہار کے لئے آپ کے خادموں اور روحانی فرزندوں میں سے ایک شخص کو مقامِ نبوت پر کھڑا کیا ہے۔ یہ شرف انبیاء میں سے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ کہ آپ کی شریعت کی پیروی سے آپ کے روحانی فرزندوں

میں سے کوئی فرزند امتی نبوت کا مقام پا سکتا ہے۔ اور نبوت کی حقیقت اس کے وجود میں متحقق ہوتی ہے۔

سب سے پہلے میں یہ امر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ مسلمان نبوت کی ضرورت کے قائل ہیں اور حقیقتِ نبوت کے امت میں پایا جانے کو ختم نبوت کے منافی اور منقطع نہیں سمجھتے۔ اس کے بعد میں بیان کروں گا کہ نبوت کی حقیقت کیا ہے۔

واضح ہو کہ تین باتوں پر تمام امت محمدیہ کا اجماع ہے۔ اور اس اجماع میں ہم احمدی بھی شامل ہیں۔

پہلی بات یہ ہے کہ سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی ایسا نبی ظاہر ہو سکتا ہے جو مستقل حیثیت اور مستقل پوزیشن رکھتا ہو۔ اس پر تمام کا اتفاق ہے

دوسرا مسئلہ جس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء دنیا میں مبعوث ہوئے۔ وہ سب کے سب بالاصالۃ یعنی مستقل نبی تھے۔ کسی دوسرے نبی کی پیروی سے انہوں نے مقامِ نبوت حاصل نہیں کیا تھا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے ان کا انتخاب براہِ راست کسی پہلے نبی کی اطاعت کی شرط کے بغیر کیا تھا۔ اور نبی ہو کر وہ کسی دوسرے نبی کے امتی نہیں کہلاتے تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کی طرف قرآنی

آیت وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ (سورۂ نساء ع آیت ۶۵) میں اشارہ سمجھا گیا ہے کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ اللہ کے اذن سے مطاع ہو۔ یعنی کوئی نبی کسی دوسرے نبی کا مطیع یعنی امتی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

تیسرا مسئلہ جس پر امت کا اجماع رہا ہے یہ ہے کہ "مسیح موعود" "امتی نبی" ہوگا۔ یہ مسئلہ بھی ایسا ہے جس پر علمائے امتِ محمدیہ کا اتفاق ہے۔ جماعت احمدیہ ان تینوں اجماعوں کی قائل ہے۔ اور امتِ محمدیہ کے ساتھ ان عقائد میں اتفاق رکھتی ہے۔

ایک ضروری بات

ایک بات اس موقعہ پر یاد رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔ کہ "امتی نبوت"۔ نبوت کی پہلی قسموں سے الگ بالکل ایک جدید قسم کی نبوت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا۔ جس کی نبوت امتی ہو۔ یعنی جو بیک وقت "امتی" بھی ہو اور "نبی" بھی ہو۔ یہ امتی نبوت نبوت کی ایک الگ قسم ہے۔ جس کا تعلق صرف زمانۂ نبوت محمدیہ سے ہے۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے اس قسم کا کوئی نبی کبھی مبعوث نہیں ہوا کہ وہ نبی ہونے کے ساتھ کسی دوسرے نبی کا امتی بھی کہلاتا رہا ہو۔

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ ایک امتی نبی کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہونا مقدر تھا۔

لہٰذا امتی نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں مبعوث ہونا اجماعی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایک امتی نبی کے امتِ محمدیہ میں مبعوث ہونے پر تمام امت کا اجماع رہا ہے۔ اور امت کسی ایسے امر پر اجماع نہیں کر سکتی تھی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے منافی ہو۔

امتی نبی کے ظہور پر اجماع کی دلیل

یہ بات کہ ایک امتی نبی کے امتِ محمدیہ میں مبعوث ہونے پر امتِ محمدیہ کا اجماع رہا ہے۔ اس کے متعلق میری دلیل یہ ہے۔ کہ اکثر علماءِ امت بالاتفاق اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ امتِ محمدیہ میں آخری زمانہ میں ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اور وہ رسول کریم صلی اللہ وآلہ وسلم کے تابع ہوگا۔ اور آپ کا امتی ہوگا۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارا کچھ تھوڑا سا ان کے عقیدہ سے اختلاف ہے۔ وہ اختلاف یہ ہے۔ کہ ہم کہتے ہیں آنے والا عیسیٰؑ امتِ محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ اور اکثر علماء کا یہ خیال رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہی آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

مگر یہ علمائے امت جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتِ محمدیہ میں آنے کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اس وقت نبی بھی ہوں گے اور امتی بھی ہوں گے۔ چنانچہ اس عقیدہ کی ترجمانی امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے جو فقہ حنفیہ کے بہت بڑے امام ہیں۔ اپنی

کتاب مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۶۴ میں جو مشکوٰۃ شریف کی شرح ہے یوں کی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

لَا مُنَافَاۃَ بَیْنَ اَنْ یَکُوْنَ نَبِیًّا وَّ یَکُوْنَ تَابِعًا لِّنَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیَانِ اَحْکَامِ شَرِیْعَتِہٖ وَاِتْقَانِ طَرِیْقَتِہٖ وَلَوْ بِالْوَحْیِ اِلَیْہِ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَہٗ اِلَّا اِتِّبَاعِیْ اَیْ مَعَ وَصْفِ النُّبُوَّۃِ وَاِلَّا فَمَعَ سَلْبِہٖ لَا یُفِیْدُ زِیَادَۃَ الْمَزِیَّۃِ۔

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لا کر نبی ہونے اور ان کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہو کر آپ کی شریعت کے احکام بیان کرنے اور آپؐ کے طریق کو پختہ کرنے میں کوئی منافات نہیں خواہ وہ یہ کام اس وحی سے کریں جو ان پر نازل ہو۔ جیسا کہ اس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول "اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا" اشارہ کر رہا ہے یعنی (ان کی مراد یہ ہے کہ) وہ وصفِ نبوت کے ساتھ تابع ہوتے ورنہ وصفِ نبوت کے بغیر ان کا تابع ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا فائدہ نہیں دیتا"

اس عبارت میں امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے امتِ محمدیہ میں آنے والے عیسیٰؑ کو بیک وقت نبی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع یعنی

امتی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کے نبی ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کے درمیان کوئی منافات نہیں۔ اس کے ثبوت میں انہوں نے حدیث نبوی لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اِتِّبَاعِی کو پیش کیا ہے۔ اور اس حدیث سے یہ مراد لی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ نبوت کے وصف کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوتے۔ ورنہ اس وصف کے بغیر تابع ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء پر فضیلت کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ اپنے امتی سے تو ہر نبی بہر حال افضل ہوتا ہی ہے لہٰذا اس حدیث سے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول امتی نبی ہوں گے۔ نہ کہ مستقل نبی۔ اور امتی نبی۔ اور مطلق نبی میں کوئی منافات نہیں۔

یہ یاد رہے کہ مستقل نبی اور امتی نبی میں ضرور منافات ہے۔ کیونکہ کوئی نبی بیک وقت مستقل نبی اور امتی نبی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جو مستقل نبی ہو وہ امتی نہ ہوگا اور جو امتی نبی ہو وہ مستقل نبی نہیں ہوگا۔ ہاں یہ دونو نبی مطلق نبی ضرور ہوں گے۔ کیونکہ مستقل نبوت اور امتی نبوت دونو نبوتِ مطلقہ کی اقسام ہیں گو ان اقسام کی آپس میں تو منافات ہوگی۔ لیکن انہیں مطلق نبی سے منافات نہیں ہوگی۔ کیونکہ نبوت مطلقہ ہر قسم کے نبی کو حاصل ہوگی۔ اسلئے کہ مطلق اپنی ہر مقید صورت کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی کسی بھی قسم سے

منافات نہیں رکھتا۔

پس اس مسئلہ پر امت کا اجماع ہے کہ امتِ محمدیہ کا مسیح موعود امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ اور اس کی نبوت نبوتِ مستقلہ سے جو پہلے انبیاء کو حاصل ہوتی رہی ایک الگ قسم کی نبوت ہوگی۔

پس امتِ محمدیہ ضرورتِ نبوت کی بھی قائل ہے اور حقیقتِ نبوت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کے ظہور پر بھی اجماع رکھتی ہے۔ اس موعود امتی نبی کے ظہور سے پہلے اس کی شخصیت کی تعیین کے متعلق امت میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بارہ میں کہ وہ نبی بھی ہوگا۔ اور امتی بھی۔ کوئی اختلاف رکھنا جائز نہیں۔ ظہور سے پہلے شخصیت میں اختلاف اس لئے جائز ہے۔ کہ پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے پہلے ان کی تعبیر پر اجماع ناممکن ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں کی اصل حقیقت بسا اوقات ان کے ظہور پر ہی کھلتی ہے۔

ختمِ نبوت پر جماعت احمدیہ کا دوسرے مسلمانوں سے اتفاق

پس جماعت احمدیہ کا ختمِ نبوت کے مسئلہ میں تمام امتِ محمدیہ سے اصولی اتفاق ہے۔ یعنی جماعت احمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے دل سے خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ اور ان تینوں باتوں میں امتِ محمدیہ سے پورا اتفاق رکھتی ہے۔

پہلی بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی شریعت لانے والا اور مستقل نبی نہیں آسکتا۔

دوسری بات یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ سب بالاصالۃ اور مستقل نبی تھے۔

تیسری بات یہ کہ مسیح موعود جس نے امت محمدیہ میں ظاہر ہونا تھا۔ وہ امتی نبی ہے نہ کہ مستقل نبی۔

اختلاف کا حل

امتی نبی کی شخصیت کی تعیین میں اختلاف

پس اس امتی نبی کی جو امتِ محمدیہ میں آنے والا ہے صرف شخصیت کی تعیین میں یہ اختلاف ہو سکتا ہے۔ کہ وہ آنے والا مسیح موعود آسمان سے اتر کر آئے گا یا امت محمدیہ میں سے ہی ایک فرد امت کو حضرت عیسیٰ کا مثیل ہونیکی وجہ سے عیسیٰ قرار دیا جائے گا۔ اصل مسئلہ میں کہ مسیح موعود نبی بھی ہے اور امتی بھی کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ شخصیت کی تعیین میں اختلاف کا حل بہت آسان ہے۔

میرے اس بیان سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح موعود ایک ایسی شخصیت ہے۔ جس کے وجود میں حقیقتِ نبوت کا متحقق ہونا علماء کو مسلّم ہے کیونکہ اس کے لئے ضروری مانا گیا ہے کہ وہ باوجود امتی ہونے کے نبی بھی ہو۔ یعنی نبوت مطلقہ رکھتا ہو۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے۔

کہ نبوت مطلقہ اور امتی نبوت میں کوئی منافات نہیں۔ اور امتی نبوت ختم نبوت کے بھی منافی نہیں۔

شخصیت کی تعیین کا معاملہ بہت آسان ہے۔ اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام از روئے قرآن مجید اور احادیث نبویہ زندہ ثابت ہوں تو پھر ان کی آمد کے امکان پر غور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ وفات پا چکے ہیں۔ تو پھر امت میں سے ہی کسی شخص کو مسیح موعود کا مرتبہ اور امتی نبوت کا مقام ملنا چاہیئے۔ پس اصل قابلِ حل مسئلہ صرف یہ رہ جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے اس کو حل کرنے کے لئے سنجیدگی سے کوشش کرنا چاہیئے۔ ذرا اس میں غور فرمائیں کہ سردارِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں یہ خبر دی ہے کہ تم میں عیسیٰ ابن مریم آئے گا۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے۔ کہ وہ پہلا مسیح نہیں ہے۔ بلکہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (صحیح بخاری باب نزولِ عیسیٰ)

یعنی "تم کیسے خوش قسمت ہو گے جب تم میں ابن مریم نازل ہو گا درآں حالیکہ وہ تم میں سے تمہارا امام ہو گا"۔ یعنی یہ ابن مریم کہیں باہر سے نہیں آئے گا۔ بلکہ یہ امتِ محمدیہ کا ہی ایک فرد ہو گا۔ اگر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے امامکم ہونا ہوتا تو صرف امامکم کہنا کافی ہوتا منکم کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ منکم کا مفاد یہی ہے۔ کہ وہ باہر سے نہیں آسئے گا۔ بلکہ امت میں سے کسی فرد کو ابن مریم کا مقام دے کر امت کا امام بنایا جائے گا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض علماء یہاں یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں دو شخصوں کی آمد کا ذکر ہے۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا اور دوسرے امام مہدی کا۔ مگر اس خیال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث رد کر رہی ہے۔ اور اصل حقیقت کو وا شگاف طور پر ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے۔ وہ حدیث صحیح مسلم کی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ۔ (باب نزول عیسیٰ)

یعنی تم کیسے خوش قسمت ہو گے۔ جب تم میں ابن مریم نازل ہوگا پس وہ ابن مریم تم میں سے تمہارا امام ہو گا۔ اس دوسری حدیث میں اِمَامُكُمْ کی بجائے "فَاَمَّكُمْ" وارد ہے۔ "اَمَّ" فعل ماضی کا صیغہ واحد غائب ہے۔ جو پہلے کلام میں ایک مرجع کو چاہتا ہے۔ اور مرجع اس کلام میں بجز ابن مریم کے اور کوئی نہیں۔

پس اس ابن مریم کے لئے ضروری ہے کہ وہ بموجب حدیث مُذا

امتِ محمدیہ کا ایک فرد ہو۔ اور امت کا امام ہو۔ کیونکہ حدیث میں صرف "فَاَمَّکُمْ" نہیں کہا گیا۔ بلکہ ساتھ ہی "مِنْکُمْ" بھی فرمایا گیا ہے۔ جس کے معنی ہیں "تم میں سے" اور مخاطب اس حدیث میں امتِ محمدیہ ہے۔ پس اس دوسری حدیث نے پہلی حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کی بھی تشریح کردی ہے۔ اور صاف بتا دیا ہے۔ کہ پہلی حدیث میں اماماکم منکم سے مراد ابن مریم کے علاوہ کوئی اور شخصیت نہیں جو امت کا امام ہوگی۔ بلکہ جس ابن مریم کے نزول کی خبر دی گئی ہے۔ اسی کو امت کا امام قرار دیا گیا ہے۔ پس ابن مریم اور امام مہدی ایک ہی شخصیت ہے۔ اور ابن مریم کے متعلق نَزَلَ کا لفظ ان حدیثوں میں صرف اکراماً استعمال ہوا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکرام کے لئے قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا ۝ رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط (طلاق ع ۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ذکر رسول کو نازل کیا ہے۔ جو تم پر خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی آیات پڑھتا ہے۔ تاکہ ایمان لانے والوں اور اعمال صالحہ بجالانے والوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لائے۔

پس نَزَلَ کے لفظ سے ابن مریم کا آسمان سے اصالتاً اترنا مراد نہیں۔

مسند احمد حنبل کی ایک اور حدیث بھی بروائیت ابی ہریرہؓ اس امر کی مؤید ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم ایک ہی وجود ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :-

یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَلْقٰی عِیْسَی
ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَھْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا
یَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ الخ

(مسند احمد حنبل جلد ۲ صفحہ ۴۱۱)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ جو تم میں زندہ ہو۔ وہ عیسیٰ ابن مریم سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ امام مہدی حکم عدل ہو وہ صلیب کو توڑے گا۔ اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ چونکہ امام مہدی سے تعلق رکھنے والی دوسری حدیثیں صراحت سے اس کا امتی ہونا بیان کرتی ہے۔ اس لئے ابن مریم سے تعلق رکھنے والی بیان کردہ تینوں حدیثوں میں مہدی اور ابن مریم ایک ہی شخص کو قرار دیا گیا ہے۔ جو امت محمدیہ کا ایک فرد ہے۔ اور دوسری حدیث کے الفاظ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ سے صاف کھل گیا ہے۔ کہ ابن مریم کے نزول والی ان حدیثوں میں ابن مریم کا نام امام مہدی کو استعارہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثیل اور ان کے کمالات کے حامل اور ان کے رنگ میں

رنگین ہونے کی وجہ سے عیسیٰ اور ابن مریم قرار دیئے گئے ہیں۔

انبیاء کی اقسام

میں بتا چکا ہوں کہ امتی نبوت ایک جدید قسم کی نبوت ہے۔ اور ایسا نبی امت محمدیہ کے مسیح موعودؑ سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ سردارِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی آئے وہ یا تو نئی شریعت اور احکام جدید لانے والے تھے۔ یا غیر تشریعی مستقل نبی تھے۔ گویا پہلے صرف دو قسم کے نبی ظاہر ہوتے رہے۔ یہ مسئلہ امت کے اندر قریباً قریباً متفق علیہ ہے اور اس زمانہ کے علماء بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک دو قسم کے نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ ایک تشریعی اور دوسرے غیر تشریعی۔ مگر دونوں قسم کے نبی مستقل نبی ہوتے رہے ہیں۔ ان میں کوئی امتی نبی نہیں ہوا۔

علامہ الوسی نے اپنی تفسیر روح المعانی میں اس بات کو واضح کیا ہے۔ کہ رسول کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَا یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ صَاحِبَ شَرِیْعَۃٍ جَدِیْدَۃٍ فَاِنَّ اَوْلَادَ اِبْرٰھِیْمَ کَانُوْا عَلٰی شَرِیْعَتِہٖ

(تفسیر روح المعانی جلد ۵ ص ۹۸۶)

یعنی بے شک رسول کے لئے صاحب شریعت جدیدہ ہونا ضروری نہیں۔ کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد (جو رسول تھی) اپنے باپ

کی شریعت پر ہی تھی۔

ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معاون رسول کی حیثیت میں تھے۔ کیونکہ شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تو تھے۔ مگر ان کی نبوت براہِ راست تھی۔ یعنی وہ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کرنے سے نبی نہیں بنائے گئے تھے۔ پس وہ بھی امتی نبی نہ تھے۔ کیونکہ امتی دراصل اسے کہتے ہیں جو ہر ایک کمال اپنے نبی متبوع کی پیروی کے واسطہ سے حاصل کرے۔ اور انہیں کمال نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کے واسطہ حاصل نہیں ہوا تھا۔ البتہ وہ ان کی دعا سے بطور مددگار کے نبی بنائے گئے تھے۔

قرآن مجید نے یہی بات بیان کی ہے کہ دو قسم کے نبی مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا۔

(المائدہ رکوع ۷)

یعنی ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس تورات کے ذریعہ کئی انبیاء جو خدا تعالےٰ کے فرمانبردار تھے۔ یہودیوں کے لئے فیصلہ دیا کرتے تھے۔

یہ آیت قرآنیہ بتاتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت

نبی تھے۔ اور ان کے بعد ایک سلسلہ انبیاء جاری ہوُا۔ اور وہ سب موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے خدا تعالیٰ کی خاص وحی کی بنا پر جو ان پر نازل ہوئی تھی تابع تھے۔ اور ان کی قوم کے درمیان بطور حکم کے مبعوث ہوئے تھے۔ ان انبیاء نے موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع کیا جانے کے باوجود مقام نبوت براہِ راست ہی حاصل کیا تھا۔ بموجب آیت ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (سورۃ النساء ۹ع) اور کوئی نص ان کے غیر مستقل نبی ہونے کے متعلق موجود نہیں۔ بلکہ ساری امت کا اس پر اجماع ہے۔ کہ وہ بالاصالہ یعنی مستقل نبی تھے۔ اور اجماع امت کے خلاف اگر کوئی نص شرعی موجود نہ ہو تو وہ ضرور حجت ہوتا ہے۔

پس قرآن کریم کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ انبیائے سابقین صرف دو قسم کے ہوئے ہیں۔ صاحبِ شریعت جدیدہ نبی اور غیر تشریعی نبی لیکن جو غیر تشریعی نبی تھے۔ ہر ایک نبی ان میں سے صاحبِ شریعت نبی کی طرح بالاصالہ یعنی مستقل نبی ہوتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ اس کا براہِ راست انتخاب کرتا تھا۔ وہ صاحب شریعت نبی کی پیروی کر کے نبی نہیں ہوتا تھا لہٰذا نبی ہو جانے پر وہ پہلے نبی کا امتی نہیں کہلاتا تھا بلکہ مستقل حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تمام امت محمدیہ کے نزدیک ایک مستقل نبی تھے۔ بلکہ انہیں تو بعض علماء تشریعی نبی سمجھتے ہیں۔ احادیث نبویہ میں ابن مریم کے نزول کی پیشگوئیوں کی بنا پر امت کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ امت محمدیہ میں ظاہر ہونے والا ابن مریم ایک پہلو سے امتی ہے۔

اور ایک پہلو سے نبی۔ یعنی نہ وہ تشریعی نبی ہے نہ غیر تشریعی مستقل نبی۔ بلکہ نبی ہونے کے ساتھ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بھی ہے۔

مسیح موعودؑ کی نبوت کی قسم اور ایک سوال کا جواب

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ امتِ محمدیہ میں آنے والا مسیح موعودؑ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو وہ پہلی نبوت کے ساتھ آئیں گے یا کسی جدید نبوت کے ساتھ۔ یہ تو سب کو مسلّم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی نبوت مستقلہ تھی۔ وہ براہِ راست نبی تھے۔ اس پہلی قسم کی نبوت کے ساتھ وہ امتِ محمدیہ میں ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ مستقل نبی کے آنے میں آیت خاتم النبیین روک ہے نبوت مستقلہ علی الاتفاق ختمِ نبوت کے منافی ہے۔ کوئی مستقل نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسرِ شان ہے کہ خاتم النبیین کے بعد ایک مستقل نبی کی ضرورت پڑ گئی۔ لہٰذا امتی نبی کا امکان تسلیم کیا گیا ہے۔ جو ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ امتی نبی مستقل اور آزاد پوزیشن کا حامل نہیں بلکہ وہ خاتم النبیینؐ کے تابع نبی ہو کر ایک خادمانہ حیثیت رکھتا ہے۔

خاتم النبیینؐ کے معنی کی تعیین

چنانچہ حضرت امام علی القاری حدیث لَوْعَاشَ اِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

اَیْ لَوْعَاشَ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْصَارَ عُمَرُ رضؓ

نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ..... فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰی خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ اِذِ الْمَعْنٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْ نَبِیٌّ یَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ۔ (موضوعات کبیر صفحہ ۵۸، ۵۹)

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ میرا بیٹا ابراہیمؑ اگر زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ امام علی القاری علیہ الرحمۃ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتا اور نبی ہو جاتا یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی ہو جاتے تو وہ دونو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے۔ (یعنی امتی نبی ہوتے) پس ان دونوں کا نبی ہو جانا خدا تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا۔ کیونکہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ اب ایسا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

اس بیان سے صاف کھل گیا کہ آیت خاتم النبیین کے نزول پر نبوت کا انقطاع دو شرطوں کے ساتھ مشروط ہے۔

ایک شرط یہ ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا ناسخ شریعت محمدیہ ہو۔ ناسخ شریعت محمدیہ ہونے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے۔ جو جدید شریعت یا احکام جدیدہ لانے کا مدعی ہو۔

دوسری شرط یہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہ ہو۔ یعنی مستقل نبی ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو۔ نہ کہ امتی نبی ہونیکا

گویا خاتم النبیین کی آیت صرف ایسے نبی کے آنے میں روک ہے۔ جو ناسخ شریعتِ محمدیہ ہونے یا مستقل نبی ہونے کا مدعی ہو۔ امتی نبی کا آنا آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں۔

پس خاتم النبیین کے معنیٰ کی امام علی القاری علیہ الرحمہ کے اس قول سے خوب تعیین ہو گئی ہے اور اس قول نے اس حقیقت کو ہمارے سامنے صاف طور پر کھول کر رکھ دیا ہے۔ کہ خاتم النبیین کے معنوں میں جو انقطاعِ نبوت کا مفہوم ہے۔ وہ صرف اس حد تک محدود ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شریعت محمدیہ یا اس کے کسی حکم کو منسوخ کرے۔ اور اس کی جگہ نئی شریعت یا نیا حکم لائے۔ اسی طرح خاتم النبیین کے بعد امت محمدیہ سے باہر کوئی مستقل نبی بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن امتی نبی کا وجود ختم نبوت کے منافی نہیں۔ پس خاتم النبیین کی آیت امتی نبی کے آنے میں روک نہیں۔ بلکہ امتی نبوت خاتم النبیین کی مہرِ نبوت کا ایک فیض ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال فیضان پر ایک روشن دلیل ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر نبی کی حیثیت میں ہی جیسا کہ امام علی القاری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ اور دوسرے علماء بھی مانتے ہیں امتی ہو کر آئیں گے۔ تو ان کی نبوت پہلی دونو قسموں سے الگ ایک جدید قسم کی ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلی نبوت کے ساتھ جو

مستقلہ نبوت بھی۔ بوجہ ختمِ نبوت کے آ نہیں سکتے۔ لہٰذا ان کی پہلی قسم کی نبوت میں ایک تبدیلی کا وقوع میں آنا تسلیم کرنا پڑے گا۔ اور ایک نئی قسم کی نبوت کا ان کو دیا جانا ماننا پڑے گا۔ جو پہلی قسم سے صریح منافات رکھتی ہوگی۔ پس جب تک ان کی پہلی نبوت میں تبدیلی نہ ہو وہ امتِ محمدؐیہ میں بطور امتی نبی کے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ پس امتِ محمدؐیہ میں ایک نبی کی ضرورت اور اس کا امتی نبی کی صورت میں آنا مسلمانوں کے درمیان ایک متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ یہ نبی مستقل نبی نہیں ہوگا۔ چونکہ عیسیٰ علیہ السلام مستقل نبی تھے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر زندہ ہوں اور وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہوں تو مستقل نبی کے طور پر نہیں، امتی نبی کے طور پر آئیں گے۔ اور ان کی نبوت کی قسم بدل چکی ہوگی۔ وہ پہلے کی طرح مستقل نبی نہ ہوں گے۔

پس جب یہ معلوم ہو گیا۔ امتی نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہو سکتا ہے۔ اور یہ نبوت کی ایک جدید قسم ہے۔ جو پہلی قسم نبوت میں تبدیلی کرنے کے بعد ان کو ملے گی۔ تو امتِ محمدیہ میں ایک شخص کو نئے سرے سے امتی نبوت کا ملنا ممکن ثابت ہو گیا۔ کیونکہ یہ خاتم النبیینؐ کے منافی نہیں بلکہ خاتم کا فیض ہے۔

حضرت عیسیٰ نہیں آ سکتے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ امتی نبی کا مقام منصب اور عہدہ

ختم نبوت کے منافی ہی نہیں۔ اور امتی نبوت نئے سرے مل سکتی ہے۔ تو امت کے افراد کے لئے امتی نبوت کے لئے دروازہ کھلا ہوا۔ لہٰذا اس صورت میں کسی پہلے نبی کو زندہ بجسد العنصری آسمان پر بٹھانے اور اس کو دوبارہ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیوں نہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندوں میں سے کوئی آپ کا وارث ہو۔ اور اس امتی نبوت کے مقام کو حاصل کرے کیونکہ اس سے خاتم النبیین کی قوتِ قدسیہ اور کمال فیضان ظاہر ہوگا۔ ایک پہلے نبی کی نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر تبدیل کر کے اسے امتی نبی بنانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کمال ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے اس مرتبہ کو پانے والا آپ کی شان دوبالا کر دے گا۔

حضرت عیسیٰؑ کا امتی ہونا محال ہے

یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی نبی ہو کر آئیں گے۔ صاف قرآن شریف کے بھی خلاف ہے اور حدیثِ نبوی کے بھی خلاف ہے۔ اور امتی کی تعریف کے بھی خلاف ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر بالفرض زندہ بھی ہوں تو اس صورت میں بھی وہ امتِ محمدیہ میں امتی نبی ہو کر نہیں آسکتے۔ حدیث کے خلاف ہونے پر اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ کے الفاظ مندرجہ صحیح بخاری و صحیح مسلم شاہد ناطق ہیں اور وہ حدیثیں بھی جو امام مہدی اور عیسیٰؑ کو ایک ہی شخص

قرار دیتی ہے۔ اور قرآن مجید کے خلاف اس لئے ہے کہ اللہ تعالےٰ سورۂ نور میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ

(سورۂ نور ع ۷ آیت ۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لاکر اعمال صالحہ بجا لائیں۔ اُن کو زمین میں ضرور خلیفہ بنائیگا کس طرح خلیفہ بنائے گا؟ کما استخلف الذین من قبلھم جس طرح اس نے خلیفہ بنایا اُن لوگوں کو جو ان سے پہلے گزرے تھے

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے تو وہ مستقل نبی ہوں گے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے؟

یہ تو ظاہر ہے کہ مستقل نبی کوئی نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ آیت خاتم النبیین کے منافی ہے۔ اسی لئے وہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہو کر امت کے امام سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن

قرآن شریف کی یہ آیت یہ بتاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے جو خلفاء حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اُن میں سے کوئی خلیفہ امتِ محمدیہ میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اور تمام پہلے انبیاء جو بنی اسرائیل میں گذرے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توراۃ کے تابع بھی تھے اور انہیں بموجب حدیث نبوی کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ۔ خلیفہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ پس جتنے خلفاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں آئیں گے۔ وہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق خلیفہ ہونے سے پہلے ایمان لا کر شریعت محمدؐیہ کے مطابق اعمال بجا لانے والے ہوں گے۔ پھر یہ آیت بتاتی ہے کہ امت محمدیہ کے یہ خلفاء سب کے سب پہلے خلفاء کے مشابہ اور مثیل ہوں گے۔ کیونکہ کما استخلف الذین میں جو لفظ "کما" ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ امتِ محمدیہ کے تمام خلفاء پہلے خلفاء کے مشابہ ہوں گے۔ ان کے مثیل ہونگے ان جیسے ہوں گے۔ نہ یہ کہ کوئی پہلا خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بن کر آئے گا۔ تمام علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ علم بیان کا مسلّم مسئلہ ہے کہ مشبہ۔ مشبہ بہٖ کا غیر ہوتا ہے۔ یعنی وہ شخص جس کو تشبیہ دی جائے۔ اور وہ شخص جس سے تشبیہ دی جائے یہ دونو ایک نہیں ہوا کرتے بلکہ ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں۔ پس امتِ محمدیہ کے خلفاء کو اس آیت میں تشبیہ دی گئی ہے۔ ان خلفاء سے جو سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے گذر چکے۔ پس مشبہ

اور مشبہ بہ چونکہ آپس میں ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں۔ عین نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ناممکن ہے۔ کہ امتِ محمدیہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام اصالتاً آجائیں۔ کیونکہ وہ امت محمدیہ سے پہلے زمانہ کے خلیفہ ہیں۔ اس لئے وہ مشبہ بہ ہیں۔ ہاں ان کا مشبہ اور مثیل خلیفہ اس آیت کے رو سے آ سکتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل تو اس آیت کے رو سے اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو سکتا ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ اس امت میں خلیفہ اور امام نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس آیت میں مشبہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کا منصب ملنے کا وعدہ ہے نہ مشبہ بہ کو اور مشبہ بہ کا مشبہ کا عین ہونا محال ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس امت میں خلیفہ اور امام ہو کر آنا خدا تعالیٰ کے اس حتمی وعدہ کے خلاف ہے۔ جو آیت استخلاف میں کیا گیا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے جو وعدہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متعلق کیا ہے۔ اس میں کبھی تخلّف لازم آئے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ خدا کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ نیز حضرت عیسیٰؑ کا اپنی مستقلہ نبوت سے مسلوب النبوۃ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بعد امتی نبوت پانا ناممکن بلکہ محال ہے۔ کیونکہ نبی کبھی بھی مسلوب النبوۃ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ان کا امتی نبی بننا ہی محال ہے

ماسوا اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتی نبی ہونا اس لئے بھی محال ہے۔ کہ امتی کے معنی یہی ہونے کے ہیں کہ ہر ایک کمال اس نے اپنے نبی متبوع کی پیروی کے واسطہ سے حاصل کیا ہو۔ اور یہ امر علماء کو مسلّم ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ سے نہیں ملی تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کا نبوت کے لئے براہ راست انتخاب فرمایا تھا۔ پس اگر وہ آ بھی جائیں تو کامل امتی نہیں ہو سکتے۔

امتی نبوّت کا ذکر قرآن مجید میں

اسجگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ یہ جدید قسم کی نبوت جو مسیح موعودؑ کو ملنے والی تھی۔ کیا اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہاں اس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (سورۃ النساء ع ۹)

یعنی جو شخص اطاعت کریں۔ اللہ تعالیٰ کی اور سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو "الرسول" ہیں۔ یہ اطاعت کرنے والے انعام پانے میں ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جن پر خدا تعالیٰ نے انعام کیا۔ نبیوں میں سے صدیقوں میں سے

شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے ۔ اور یہ انکے اچھے رفیق ہیں۔
اس آیت کے رو سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے آپ کے امتیوں کو چار قسم کے انعام مل سکتے ہیں۔ نبوت بھی صدیقیت بھی شہادت بھی اور صالحیت بھی۔ اگر صالحیت کا دروازہ اس آیت کی روسے کھلا ہے۔ اگر شہادت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے ۔ اگر صدیقیت کا دروازہ اس آیت کی رو سے کھلا ہے ۔ تو نبوت کا دروازہ بھی اس آیت کی رو سے کھلا ہے ۔ پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اور آپ کی پیروی کی شرط سے۔ آپ کی غلامی میں اور آپ کے وجود میں اپنے وجود کو کھو کر فنا فی الرسول کا مقام حاصل کرنے کے بعد ایک امتی مقام نبوت کو پا سکتا ہے۔ یہ قرآن کریم کی نص قطعی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ امتی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ کے لئے کھلا ہے۔ اور یہ شرف صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے ۔ کہ آپ کی پیروی کے واسطہ سے آپ کے امتی کو مقام نبوت بھی مل سکتا ہے۔

معیت کی حقیقت

بعض علما کہتے ہیں کہ یہاں لفظ "مع" ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ ٹھیک ہے لفظ "مع" ہی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان پہلے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہیں تو کس بات میں ہیں؟

کیا زمانے کے لحاظ سے؟ یہ تو محال ہے۔ ان لوگوں کے زمانوں کو جن میں امت محمدیہ سے پہلے تمام نبی صدیق، شہید اور صالحین گذر چکے ہم نہیں پا سکتے۔ تو پھر کیا ساتھ ہیں بلحاظ مکان کے؟ یہ بھی محال ہے۔ کیونکہ امت محمدیہ کے افراد کا تمام گذشتہ انعام یافتہ لوگوں سے جگہ کے لحاظ سے ساتھ ہونا بھی محال ہے۔

پس معیت زمانی بھی محال ہوئی اور معیت مکانی بھی محال ہوئی۔ اب ایک تیسری قسم کی معیت ہے جو علماء نے بیان کی ہے۔ امام راغب مفردات میں اسے معیت "فی المنزلۃ" یعنی مرتبے اور درجے میں معیت قرار دیتے ہیں۔ یہ معیت معنوی ہے۔ معیت ظاہری تو اس جگہ محال ہے کیونکہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم جملہ اسمیہ ہے جو استمرار کو چاہتا ہے۔ اور اس دنیا میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کو پہلے انعام یافتہ لوگوں کی معیت عطا کرنے کا وعدہ دے رہا ہے۔ اور ظاہری معیت ان سے اس دنیا میں زمانی اور مکانی لحاظ سے محال ہے۔ جب ایک حقیقت متعذر اور محال ہو تو پھر اس حقیقت کا محال ہونا قرینہ بن جاتا ہے۔ مجازی معنوں کیلئے

پس یہاں مع کا لفظ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور اس جگہ رفاقت اور معیت مجازی مراد ہے نہ کہ ظاہری۔ کیونکہ ظاہری معیت کا متعذر ہونا اس جگہ مجاز کے لئے قطعی قرینہ ہے۔

جو اس بات کو واضح کر رہا ہے۔ کہ یہاں درجہ اور مرتبہ میں ہی معیت مراد ہے۔ پھر اس جگہ اگر درجہ میں معیت تسلیم نہ کی جائے۔ تو آئت کا سارا مضمون ہی بگڑ جاتا ہے۔

یعنی اگر ہم یہ معنے کہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے نبیوں کے ساتھ ہیں۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی نہیں تو پھر آئت کے اگلے حصہ کے معنی یہ بن جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صدیقوں کے ساتھ ہیں صدیق نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے شہیدوں کے ساتھ ہیں شہید نہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے ساتھ ہیں صالح نہیں۔

لیکن اگر اس آیت کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے صالح بن سکتے ہیں شہید بن سکتے ہیں۔ صدیق بن سکتے ہیں۔ تو لاریب یہ آیت بتاتی ہے کہ آپ کی پیروی میں مقام نبوت بھی مل سکتا ہے۔ اور یہ مقام آپکی ختم نبوت کے مقام کے منافی نہیں۔ بلکہ آپ کی پیروی کے واسطہ سے ملنے کی وجہ سے یہ آپ کی ختم نبوت یعنی مہر نبوت کا فیض ہے۔ جس طرح صدیقیت اور شہیدیت اور صالحیت کے مقامات آپ کا فیض ہیں۔

امام راغب علیہ الرحمہ اپنی کتاب مفردات میں زیر لفظ "کتب" اس آیت میں "مع" کے معنی زمرہ میں شامل ہونا قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

قَوْلُہٗ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ اَیْ اِجْعَلْنَا فِیْ زُمْرَتِھِمْ اِشَارَۃٌ اِلٰی قَوْلِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ (مفردات راغب ۲۳۵)

یعنی قرآن مجید کی آیت فَاکْتُبْنَا مَعَ الشَّاھِدِیْنَ میں مع کے معنی یہ ہیں کہ ہم کو زمرۂ شاہدین میں داخل فرما۔ جس طرح کہ آیت فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ میں مع کے معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے منعم علیہم کے زمرہ میں شامل ہیں۔

پھر اس آیت کی تفسیر کلاں کی طرف سے یوں بیان ہونا مذکور ہے۔ قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ الْفِرَقِ الْاَرْبَعِ فِی الْمَنْزِلَۃِ وَالثَّوَابِ النَّبِیِّ بِالنَّبِیِّ وَالصِّدِّیْقَ بِالصِّدِّیْقِ وَالشَّھِیْدَ بِالشَّھِیْدِ وَالصَّالِحَ بِالصَّالِحِ (تفسیر بحر محیط جلد ۳ ص ۳۰۲ مطبوعہ مصر)

یعنی امام راغب کے نزدیک آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے مرتبہ اور ثواب میں پہلے نبیوں صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں شامل کئے جائیں گے۔ اس امت کا نبی، نبی کے ساتھ۔ صدیق صدیق کے ساتھ۔ شہید، شہید کے ساتھ اور صالح صالح کے ساتھ۔

پس یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ

سے امتی نبوت کا دروازہ امتِ محمدیہ میں کھلا قرار دینے میں نصِ صریح ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں یہ تو سمجھ آگیا۔ کہ امتی نبوت نہ تشریعی نبوت ہے اور نہ غیر تشریعی مستقلہ نبوت۔ بلکہ یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی شرط سے ملتی ہے۔ اور آپ کی ختمِ نبوت کا ایک فیض ہے۔

حقیقتِ نبوت

لیکن قرآن کریم سے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ نبوت ہے کیا چیز؟ جب تم بتاتے ہو کہ نبیوں کی تین قسمیں ہیں۔ تشریعی نبی۔ غیر تشریعی مستقل نبی اور امتی نبی۔ تو اب سوال یہ ہے کہ نبوت کی وہ حقیقتِ مشترکہ کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سب قسم کے نبی نبی کہلاتے ہیں۔ شریعت لانے والا بھی نبی کہلاتا ہے۔ اور غیر تشریعی مستقل نبی بھی نبی کہلاتا ہے اور امتی نبی بھی نبی کہلاتا ہے۔ وہ کونسی چیز ہے جو ان میں مشترک ہے؟ سو اس مشترک چیز کا دریافت کرنا ضروری ہے۔ اور یہی میرے آج کے لیکچر کا اصل موضوع ہے۔

حقیقتِ نبوت کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سورۃ الجن ع ۲)

یعنی خدا تعالےٰ عالم الغیب ہے پس وہ اپنے غیب پر

کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ یعنی رسول ہو۔

اس آیت میں خدا نے بتایا ہے کہ امورِ غیبیہ پر کثرت کے ساتھ اطلاع پانا جو اہم خبروں پر مشتمل ہوں۔ رسولوں سے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ غیر رسول کو امورِ غیبیہ پر اس کثرت اور صفائی کے ساتھ اطلاع نہیں دیتا۔ جس کثرت اور صفائی کے ساتھ رسول کو اطلاع دینا اس کے علم میں اس زمانہ کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

پس نبوّت و رسالت کی حقیقتِ مشترکہ قرآن مجید کی رو سے اظہار علی الغیب کا مقام اور مرتبہ پاتا ہے۔

یہی مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی سے اور افاضہ روحانیہ سے حاصل ہونا تھا اسی مرتبہ کی وجہ سے ہر قسم کے نبی اور رسول کو نبی اور رسول قرار دیا جاتا ہے۔ اس مرتبہ اور مقام کے ساتھ شریعتِ جدیدہ کا لانا ایک امر زائد ہے اسی طرح کسی پہلی شریعت کے تابع مستقل طور پر نبی ہونا امر زائد ہے۔ اسی طرح نبی کے ساتھ امتی ہونا بھی امر زائد ہے۔ یہ سب امور نبوت کی مشترک حقیقت پر امور زائدہ ہیں تمام قسم کے نبیوں میں مشترک امر جس کی بنا پر وہ نبی کہلاتے ہیں۔ صرف اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہے

پس جس شخص کو اظہار علی الغیب کا مرتبہ مل جائے۔ وہ نبی ہوگا۔ خواہ وہ نئی شریعت لائے یا غیر تشریعی مستقل نبی ہو۔ یا امتی نبی ہو۔ پس از روئے قرآن مجید اظہار علی الغیب ہی کا مقام تمام نبیوں اور رسولوں میں قدرِ مشترک ہے۔

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی فرماتے ہیں۔

لَیْسَتِ النُّبُوَّۃُ بِاَمْرٍ زَائِدٍ عَلَی الْاَخْبَارِ الْاِلٰھِی

کہ نبوّت خدا تعالیٰ سے اخبار غیبیہ ملنے سے کوئی زائد امر نہیں

پس اظہار علی الغیب ہی نبوت کی حقیقت ذاتیہ ہے۔ باقی امور یعنی شریعت جدیدہ کا لانا یا استقلال بالنبوۃ یا نبی کا امتی ہونا۔ حقائقِ ذاتیہ نہیں بلکہ عرضی حقائق ہیں۔

یہ امر واضح رہے کہ حقائق دو طرح کے ہوتے ہیں۔ یا وہ ذاتی ہوتے ہیں یا عرضی۔

تمام عرضی حقائق کے لیئے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ ہر جگہ ذاتی حقیقت کے ساتھ پائی جائیں۔ چنانچہ کسی نبی کا شریعت جدیدہ لانا بے شک نبوّت کی ایک حقیقت ہے۔ ایک غیر تشریعی نبی کا دوسرے نبی کا امتی نہ ہونا بھی نبوت کی ایک حقیقت ہے۔ مگر یہ دونو حقیقتیں عرضی ہیں۔ نبوت کی حقیقت ذاتیہ نہیں۔ کیونکہ یہ دونو حقیقتیں اکٹھی ہر نبی میں پائی نہیں گئیں۔ بلکہ بعض انبیاء شریعت جدیدہ لاتے رہے ہیں۔ اور بعض شریعت سابقہ کی ترویج و تنفیذ کیلئے مبعوث

ہوتے رہے ہیں۔ پس نبوت کی ذاتی حقیقت جس کی وجہ سے یہ تمام نبی نبی کہلاتے رہے ہیں صرف اظہار علی الغیب کا مرتبہ تھا۔ جو ان انبیاء میں مشترک فیہ امر تھا حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اِنَّ التَّشْرِیْعَ اَمْرٌ عَارِضٌ کہ نبیوں کے لئے شریعت کا لانا عرضی امر ہے یعنی نبوت کی حقیقت ذاتیہ نہیں۔ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۱ ص۵۷)

پس امتی کی نبوّت کی حقیقت ذاتیہ بھی اظہار علی الغیب کا ہی مرتبہ ہے۔ جو پہلے انبیاء میں مشترک طور پر پایا جاتا رہا ہے اور امتی ہونا اس کی نبوت کی حقیقت عرضیہ ہے۔ اسی حقیقت ذاتیہ کے پیش نظر حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

فَالنُّبُوَّۃُ سَارِیَۃٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ فِی الْخَلْقِ وَاِنْ کَانَ التَّشْرِیْعُ قَدِ انْقَطَعَ فَالتَّشْرِیْعُ جُزْءٌ مِنْ اَجْزَاءِ النُّبُوَّۃِ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ ص۱۰۰ باب ۷۳)

کہ نبوت مخلوق میں قیامت کے دن تک جاری ہے۔ گو شریعت جدیدہ کا لانا منقطع ہو چکا ہے۔ پس شریعت، کا لانا نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

آگے وہ نبوت کی ضرورت کو ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ :۔

فَاِنَّہٗ یَسْتَحِیْلُ اَنْ یَنْقَطِعَ خَبَرُ اللّٰہِ وَاَخْبَارُہٗ مِنَ الْعَالَمِ اِذْ لَوِ انْقَطَعَ لَمْ یَبْقَ لِلْعَالَمِ

غِذَاءٌ يَتَغَذّٰى بِهٖ فِيْ بَقَاءِ وُجُوْدِهٖ (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص)

یعنی یہ محال ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا کو اخبارِ غیبیہ کا ملنا منقطع ہو جائے۔ کیونکہ اخبارِ غیبیہ منقطع ہو جائیں تو دنیا کے لئے کوئی (روحانی) غذا باقی نہیں رہے گی۔ جس سے وہ اپنی (روحانی) ہستی کو باقی رکھ سکے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے لئے نبوت کی اس حقیقت ذاتیہ کا پانا منقطع نہیں۔ پس جس نبوت کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملنا قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اس کی حقیقت اہم امورِ غیبیہ کی کثرت ہی ہے۔ نہ کہ شریعت جدیدہ کا لانا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ کے بغیر براہ راست اور مستقل طور پر اس مقام کا حاصل کرنا

غیر مبائعین کا لفظی نزاع

ہمارے بھولے ہوئے بھائی (غیر مبائع دوست) یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو آپ کے الہامات میں نبی اور رسول کہا ہے۔ اور اس سے یہ مراد ہے۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا۔ اور کثرت کے ساتھ آپ پر امورِ غیبیہ کا اظہار کرتا تھا۔ اس حقیقت کا ہم میں اور ان میں متفق علیہ طور پر مسیح موعودؑ میں پایا جانا مسلّم ہے۔ مگر وہ غلط فہمی سے اس

حقیقت کو حقیقتِ نبوّت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس حقیقت کا نام نبوّت جزئیہ یا محدثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ہم اور وہ دونوں اس حقیقت کو مسیح موعودؑ میں ضرور متحقق مانتے ہیں۔ کہ آپ پر امورِ غیبیہ کثیرہ ظاہر ہوئے۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول کا نام دیا گیا۔ اس صورتِ حال سے ظاہر ہے کہ ہم میں اور ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوّت کے متعلق صرف ایک لفظی نزاع پایا جاتا ہے۔ کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔ کیونکہ ہماری طرح وہ بھی اس حقیقت کا حضرت مسیح موعودؑ کو حامل سمجھتے ہیں۔ جسے ہم نبوّت کہتے ہیں۔ مگر وہ اس کا نام جزئی نبوّت رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں ایک حقیقت کے واقعی طور پر پایا جانے میں ہم دونو کا اتفاق اور صرف اس حقیقت کا نام رکھنے میں اختلاف۔ یہ لفظی نزاع ہی کہلا سکتا ہے۔

پس ہمارے اور غیر مبائعین کے درمیان مسئلہ نبوت میں محض نزاعِ لفظی ہے کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم سابق پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور خود اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صـ ۲۳ پر ہماری جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کامل نبوت (یعنی جو ہم مانتے ہیں) اور جزئی نبوت میں فرق صرف اسی قدر ہے۔ کہ ان کو (یعنی مسیح موعود کو) کامل نبی

مان کر بھی تم ان کو اس سے زیادہ مرتبہ نہیں دیتے۔ جو مرتبہ ہم ان کو جزئی نبی مان کر دیتے ہیں۔"

آگے فرماتے ہیں :-

"ان کے الہامات کو جس حد تک تم حجت تسلیم کرتے ہو۔ اسی حد تک ہم تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ عملاً ہم زیادہ تسلیم کرتے ہیں۔"

نبوت کی غرض نبوت کی غرض کیا چیز ہوتی ہے۔ بس یہی کہ صاحبِ وحی کے الہامات قوم کے لئے حجت ہوں۔ پس صاحبِ وحی جس کے الہامات قوم کے لئے حجت ہوں وہی تو نبی ہوتا ہے جس کے الہامات قوم کے لئے حجت نہ ہوں۔ وہ صرف ولی ہوتا ہے۔

پس جب مولوی صاحب موصوف بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کو ہماری طرح حجت مانتے ہیں۔ بلکہ بقول خود ہم سے بڑھ کر حجت تسلیم کرتے ہیں۔ تو انہوں نے خود اعتراف کر لیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حقیقتِ نبوت متحقق تھی۔ اور آپ کا درجہ اور مقام وہ تھا۔ جو انبیاء کی وحی کا تھا۔ اب خواہ اسکا نام کامل نبوت رکھیں یا جزئی نبوت۔ بات دراصل ایک ہی ہوئی۔ پس ہم میں اور ان میں درحقیقت مسیح موعودؑ کی نبوت میں کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت سے انکار انہیں صرف پہلی قسم کی نبوتوں کے لحاظ سے ہے۔ اور اسلام

سے پہلے بھیجے جانے والے تشریعی اور غیر تشریعی مستقل انبیاء کی قسم کا نبی ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم تو انہیں امتی نبی یقین کرتے ہیں۔ اور یہ امر غیر مبایعین کو بھی مسلّم ہے کہ آپ ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے امتی۔ اِس کی حقیقت وہ بھی اور ہم بھی اظہار علی الغیب کا مرتبہ پانا یقین کرتے ہیں۔ اب خواہ وہ اس کا نام نبوت جزئیہ رکھیں اور ہم اس کا نام نبوت مطلقہ بات ایک ہی ہے کیونکہ وہ آپ کی نبوت کو جزئیہ تشریعی نبوت کے مقابلہ میں قرار دیتے ہیں۔ اور ہم آپ کی نبوّت کو نبوّت کاملہ نبوت مطلقہ کے لحاظ سے کہتے ہیں۔ اور آپکے امتی ہونے کی وجہ سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ نبوت مطلقہ آپ کو ظلی طور پر یعنی فیض محمدی سے حاصل ہوئی ہے نہ براہِ راست۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ضروری حوالہ

اس موقعہ پر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک عبارت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے فٹ نوٹ میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ یاد رکھنے کے قابل حوالہ ہے کیونکہ ہمارے احباب کو غیر مبایع دوست کہا کرتے ہیں کہ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوّت ثابت نہیں ہوتی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ

وہ ہر ایسے انعام پائے گی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے
پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔
جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن
قرآن شریف بجز نبی اور رسول ہونے کے دوسروں پر علوم
غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لَا یُظْہِرُ
عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے
ظاہر ہے۔ پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری
ہوا۔ (گویا صرف نبی کا نام پانا نہیں بلکہ نبی ہونا ضروری قرار
دیتے ہیں۔) اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس
مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں"۔

پھر آگے اس مضمون کو یوں واضح کرتے ہیں:۔

"مصفی غیب حسب منطوقِ آیت نبوت اور رسالت کو
چاہتا ہے۔ اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ پس ماننا
پڑتا ہے۔ کہ اس موہبت کے لئے (یعنی اس موہبت کیلئے
جو پہلے انبیاء کو ملا کرتی تھی جس کا براہِ راست ملنا بند ہے)
محض بروز ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے"۔

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ نبوت ملنے کا پرانا طریق بند ہو
گیا ہے۔ اب نیا دروازہ کھولا گیا ہے۔ جو بروز ظلیت اور
فنا فی الرسول کا دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے ملنے والی نبوت

وہی ہے جو پہلے نبیوں کو براہِ راست ملتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ نبی کہلاتے تھے۔ وہ آیت لا یظہر علی غیبہ الخ کے مطابق مصفّٰے غیب پانے کی وجہ سے نبی کہلاتے تھے۔ نبوتوں اور پیشگوئیوں کی وجہ سے نبی کہلاتے تھے۔ اس مصفّٰی غیب کے اس امت کو ملنے کا وعدہ ہے مصفّٰی غیب اس حوالہ کے مطابق نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ نبوت اور رسالت کا براہ راست ملنا بند ہے۔ لیکن اب اسی موہبت کے پانے لئے جس کا براہ راست ملنا بند ہو چکا ہے۔ بروز ظلیت، اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا قرار دیا گیا ہے۔

پس بروز ظلیت اور فنا الرسول دروازہ ہے۔ اس نبوت کے پانے کا جو پہلے انبیاء کو براہِ راست ملتی رہی۔ بروز ظلیت اور فنا فی الرسول مومن کی ترقی کی انتہائی مقام نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے بروز انتہائی مقام ہے یا کہے ظلیت انتہائی مقام ہے یا کہے فناء فی الرسول انتہائی مقام ہے۔ تو اسے اس تحریر کے رو سے بتائیں کہ نہیں بھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو فرماتے ہیں۔ بروز ظلیت اور فناء فی الرسول نبوت پانے کا دروازہ ہے۔ پس یہ مومن کی ترقی کا انتہائی مقام نہ ہوا۔ بلکہ اس کے لئے دروازہ یعنی ذریعہ ہوا۔ پس اس دروازے سے ملے گی وہی چیز جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملا کرتی تھی۔ بالکل وہی موہبت امت محمدیہ کو ملے گی۔ کیونکہ اس موہبت کا مشارالیہ

وہی نبوت ہے۔ جو براہِ راست طریق سے بند ہو چکی۔ اور اب یہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ سے مل سکتی ہے ــــ آپ کی پیروی کے بغیر نہیں مل سکتی۔

اب یہ حوالہ آپ غیر مبایعین اصحاب کے سامنے رکھ کر اُن سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ وہ بتائیں جس موہبتِ نبوت کے بند ہونے کا اس جگہ ذکر ہے۔ اسی موہبت کا آگے بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کے دروازہ سے ملنے کا ذکر موجود ہے یا نہیں؟" ان سے پوچھ سکتے ہیں" اس موہبت کے لئے" الفاظ میں اس کا اشارہ کس موہبت کی طرف ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس کا اشارہ اسی موہبتِ نبوت کی طرف ہے جو پہلے انبیا کو براہِ راست ملتی رہی۔ وہ جو تمہارے نزدیک بھی براہِ راست طریق سے بند ہے۔ اور وہ موہبت جو بند ہے حقیقی نبوت ہے۔ سچ مچ نبوت ہے۔ اس کو تو تم بھی درحقیقت نبوت مانتے ہو۔

پس وہ حقیقتِ نبوت جو بند ہوئی۔ اسی موہبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کو ملنے کے لئے اب ایک دوسرا دروازہ کھلا بتایا گیا ہے۔ پس نبوتِ مطلقہ براہِ راست نبی اور امتی نبی دونو میں پائی گئی۔ اور صرف حصول کے ذریعہ میں فرق ہوا۔ جس کی وجہ سے امتی نبوت براہِ راست نبوت سے الگ قسم کی ہو گئی۔

پس امت محمدیہ میں آنے والا امتی نبی بروز اور ظلیت اور

فنا فی الرسول کے دروازے سے نبوت حاصل کرے تو اس میں بھی حقیقتِ نبوت متحقق ہو گی۔ اور وہ سچ مچ نبی ہو گا۔ غیر نبی نہیں ہو گا۔

اسی طرح ہمارے دوسرے دوست یعنی غیر از جماعت مسلمان بھائی بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مکالمہ مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ان کے مسلمہ بزرگ اور اولیاء اللہ مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہمکلامی کا شرف امت محمدیہ کو حاصل ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ (حٰمٓ سجدہ ع۴) اس بات پر گواہ ہے کہ استقامت اختیار کرنے والے مومنوں پر فرشتے نازل ہوں گے۔ اور وہ خدا کی بشارتیں لائیں گے اور دنیا میں بھی ان کے مددگار ہوں گے اور آخرت میں بھی ——

ایک دوسری آیت میں ہے۔ لھم البشریٰ فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة (سورۂ یونس ع ۷) کہ انہیں دنیا اور آخرت میں بشارات ملیں گی۔

پس امت محمدیہ کو بشارتیں ملنے کا دروازہ از روئے قرآن مجید کھلا ہے۔ یہ بشارات کا ملنا نبوت ہی ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ هٰذَا التَّنْزِيْلُ هُوَ النُّبُوَّةُ الْعَامَّةُ لَا نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ (فتوحاتِ مکیہ جلد ۲ صفحہ ۴۲) کہ یہ فرشتوں کا نازل ہونا نبوّت عامہ ہے۔ نہ کہ تشریعی نبوت۔

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (بخاری کتاب التعبیر)

یعنی نبوت میں سے المبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

پس المبشرات کو خود رسول اللہ علیہ وسلم نے نبوت میں سے قرار دیا ہے۔ جن کا امت کو ملنے کا وعدہ ہے۔ پس المبشرات یعنی اخبارِ غیبیہ ہی نبوت کا وہ حصہ ہیں جو قیامت تک کے لئے باقی ہے۔ اور پیشگوئیوں کی کثرت یعنی اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک وہ امر ہے۔ جس کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔

پس المبشرات یا اظہار علی الغیب کا مرتبہ ہی نبوت کی حقیقت ذاتیہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی ترکیب لَمْ يَبْقَ مِنَ الْمَالِ اِلَّا الْفِضَّةُ کہ مال میں سے چاندی کے سوا کچھ باقی نہیں رہا کی طرح ہے یا لَمْ يَبْقَ من الطعام اِلَّا الْخُبْزُ کی طرح ہے۔ کہ کھانے میں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ سوائے روٹی کے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ چاندی مال کی ہی ایک قسم ہے۔ اور

روٹی طعام کی ہی ایک قسم ہے اسی طرح لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ میں المبشرات کا مومن کو ملنا نبوت کی ہی ایک قسم ہے۔ پس المبشرات یا اظہار علی الغیب کا مرتبہ جو رسولوں کو ملتا ہے یہی نبوت کی حقیقت ذاتیہ ہے۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو نبی اور رسول کہے تو پھر اسے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دیتا ہے۔

مسیح موعود کی نبوت کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی نبوت کے متعلق فرماتے ہیں:-

" میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں، صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت اور مخاطبت الٰہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف نزاعِ لفظی ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں۔ میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکمِ الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

ہم میں اور غیر از جماعت مسلمانوں میں کوئی حقیقی نزاع نہیں

اس حوالہ سے یہ چیز روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ہمارے درمیاں اور ہمارے غیر از جماعت دوستوں کے درمیان بھی صرف لفظی نزاع ہے کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔ ایک امتی نبی کا آنا وہ مانتے ہیں۔ امتی نبی کا ہی آنا ہم بھی مانتے ہیں۔ امتِ محمدیہ کے مسیح موعودؑ کی پوزیشن انہوں نے امتی نبی کی مانی ہے۔ اور اس کے وجود میں حقیقتِ نبوت کو متحقق مانا ہے۔ فرق ہم میں اور ان میں صرف یہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام امتِ محمدیہ کا مسیح موعودؑ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ مستقل نبی تھے۔ اور آیت خاتم النبیین مستقل نبی کی آمد میں روک ہے اور امتی نبی ہو کر وہ آ نہیں سکتے۔ خواہ ان کو زندہ بھی مانا جائے۔ کیونکہ سورۂ نور کی آیت استخلاف میں خدا تعالیٰ کا جو وعدہ ہے۔ وہ کسی پہلے نبی کے امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اور امت کا امام ہو کر آنے میں روک ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیثیں روک ہیں۔ جو امام مہدی اور موعود مسیح کو ایک ہی وجود قرار دیتی ہیں۔

ان وجوہ سے یہ ضروری ہے کہ امتِ محمدیہ کے وہ افراد جو ابھی احمدیت میں داخل نہیں۔ ان امور میں غور کریں یہ کوئی معمولی معاملہ

نہیں ہے۔ انہیں اس میں ضرور غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ امت میں
مسیح موعودؑ کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ
کا پورے غور اور سنجیدگی سے حل کرنا ان کے لئے ضروری ہے کہ آیا
فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے آنا ہے۔ یا
مسیح موعودؑ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ جسے احادیث میں مجاز
اور استعارہ کے طور عیسیٰ یا ابن مریم کا نام دیا گیا ہے۔ حدیثیں
تو گواہ ہیں کہ وہ امت محمدیہ کا ہی ایک فرد ہے۔ اور قرآن مجید کسی
پہلے نبی کے امت محمدیہ میں آنے کے خلاف گواہی دیتا ہے۔ آیت
خاتم النبیین تشریعی اور مستقل نبی کی آمد میں روک ہے۔ ہاں
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیروی میں امتی کے نبی ہونے میں
روک نہیں۔ جیسا کہ آیت وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ کی تفسیر میں
ثابت کیا جا چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک
بھی آیت خاتم النبیین کی تفسیر یہ ہے:۔

"ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔
اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام
نبوت حاصل کرے۔ لیکن اس طرح ممتنع نہیں کہ وہ نبوت
چراغ محمدیہ مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنی ایسا صاحب کمال
ایک جہت سے امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب

انوارِ محمدیہ نبوت کا کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہے"۔
(ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی)

نیز فرماتے ہیں:۔

"وہ خاتم النبیّن ہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے وہ صاحبِ خاتم ہے کہ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے"۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

نیز فرماتے ہیں:۔

"اللہ جلشانہ، نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیّن ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوّت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل

میں اگرچہ بہت سے نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ذرا دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست ان کو منصب نبوت ملا۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام براہِ راست نبی تھے نہ کہ امتی نبی۔ ان کا امتِ محمدیہ میں بطور امتی نبی کے آنا محال ہے۔ کیونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد کسی پہلے نبی کا اپنی پہلی نبوت کے ساتھ امتی بن کر آنا محال ہے۔ اسلئے جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے براہِ راست نبوت چھینی نہ جائے اور پھر وہ امت محمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کے بعد دوبارہ مقام نبوت حاصل نہ کریں۔ وہ امتی نبی نہیں ہو سکتے۔ ان کی پہلی نبوت چونکہ مستقل تھی اس نبوت کے ساتھ وہ آ نہیں سکتے۔ اس سے الگ قسم کی نبوت امتی نبوت ہے۔ اس کے حصول کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا واسطہ شرط ہے۔

ان کی پہلی نبوت کو چھینا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت دے کر چھین نہیں سکتا۔ جب تک نعمت پانے والے کی تقویٰ اور پاکیزگی کی حالت تبدیل نہ ہو جائے۔ اور

چونکہ خدا تعالیٰ کے انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی پہلی نبوّت چھینی نہیں جاسکتی۔ یہ ان کی عظمت و شان کے منافی ہے۔ لہٰذا انہیں امتی نبوّت کا دیا جانا محال ہے۔ اور پہلی نبوّت مستقلہ کے ساتھ آنا بھی محال ہے۔ کیونکہ ایسے نبی کا آنا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے واسطہ سے نہ ہو۔ ختم نبوّت کے منافی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امتِ محمدیہ میں آنا ہر پہلو سے محال ہے۔ لہٰذا یہ ماننا ضروری ہے کہ مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی کا تعلق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی سے ہے نہ کہ کسی پہلے نبی کی آمد سے۔ کیونکہ امتی نبوت ایک الگ قسم کی نبوت ہے۔ جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور فیض کے واسطہ سے ملتی ہے۔ اس کے بغیر نہیں مل سکتی۔ یہ قسم نبوت ختم نہیں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

> "ایک قسم کی نبوّت ختم نہیں یعنی وہ نبوّت جو اس کی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی کامل پیروی سے ملتی ہے جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں۔ کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے" (چشمہ معرفت ص۳۲۴)

اپنے دعویٰ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں باعتبار

نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں۔ جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ (نزول المسیح ص۳)

پھر فرماتے ہیں۔

لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے۔ نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

مکالمہ مخاطبہ الہیہ کو اولیاء امت نے جاری مانا ہے اس میں کمال پانا نبوت کی حقیقت ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔

جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"۔ (الوصیت ص۱۰)

آخری گذارش

احباب کرام! میری آخری گذارش اس موقع پر یہ ہے کہ جب آپ کی گفتگو کسی غیر از جماعت بھائی سے ہو تو ان سے پوچھا کریں کہ آپ کے نزدیک نبوّت کی تعریف کیا ہے۔ اگر وہ کہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے جو شریعت لاتا ہے تو آپ کہہ دیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اس اصطلاح میں نبی نہیں۔ اگر وہ کہیں کہ نبی وہ ہوتا ہے کہ جو غیر امتی ہو اور مستقل ہو۔ تو آپ کہہ دیں کہ حضرت اقدس اس اصطلاح میں بھی نبی نہیں ہیں۔ اور پھر ان کو سمجھائیں کہ کس اصطلاح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی ہیں اور کس اصطلاح میں آپ کی امت کا ایک کثیر حصہ اس بات کا قائل رہا ہے۔ کہ آنے والا عیسیٰ نبی ہوگا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام اپنے دعویٰ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ نبی کے نام سے اکثر لوگ کیوں چڑ جاتے ہیں۔ جس حالت میں یہ ثابت ہوگیا ہے کہ آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہوگا۔ تو پھر اگر خدا نے اس کا نام نبی رکھ دیا تو حرج کیا ہوا۔ ایسے لوگ نہیں دیکھتے کہ اس کا نام امتی بھی تو رکھا گیا ہے اور امتیوں کی تمام صفات اس میں رکھی گئی ہیں۔ پس یہ مرکب نام الگ نام ہے۔

کبھی حضرت عیسیٰ اسرائیلی اس نام سے موسوم نہیں ہوئے اور مجھے خدا نے میری وحی میں بار بار امتی کہہ کے بھی پکارا ہے۔ اور نبی کہہ کے بھی پکارا ہے۔ اور ان دونو ناموں کے سننے میں میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے۔ اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو۔ مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے۔ کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے۔ اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے۔ حالانکہ وہ امتی ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۳ مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

مسیح کا بروزی نزول

یاد رہے کہ ایک گروہ مسلمانوں کا یہ بھی مانتا چلا آیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اصالتاً نہیں ہوگا۔ بلکہ آپ کے کسی بروز اور مثیل کی صورت میں ہوگا چنانچہ اقتباس الانوار ص۵۲ اور غایۃ المقصود ص۲۱ اور النجم الثاقب جلد اول میں لکھا ہے:۔

بعضے برآنند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از ہمیں بروز است مطابق حدیث لا مہدی الا عیسیٰ۔

یعنی بعض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ کی روح (یعنی روحانیت) امام مہدی میں بروز کرے گی اور عیسیٰ کے نزول سے مراد یہی بروز ہے مطابق حدیث لَا مہدی الّا عیسیٰ کے۔

سراج الدین ابی حفص عمر وبن الوردی اپنی کتاب خریدۃ العجائب و فریدۃ الغرائب صـ ۲۶۳ مطبوعہ مصر میں لکھتے ہیں:۔

وَ قَالَتْ فِرْقَةٌ نُزُوْلُ عِیْسٰی خُرُوْجُ رَجُلٍ یَشْبِهُ عِیْسٰی فِی الْفَضْلِ وَ الشَّرْفِ کَمَا یُقَالُ لِلرَّجُلِ الْخَیْرِ مَلَکٌ وَلِلشَّرِیْرِ شَیْطَانٌ تَشْبِیْهًا بِهِمَا وَلَا یُرَادُ الْاَعْیَانُ۔

یعنی مسلمانوں کا ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ نزول عیسیٰ سے مراد ایک ایسے شخص کا خروج ہے جو فضل و شرف میں عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہوگا۔ جیسا کہ نیک آدمی کو "فرشتہ" اور شریر آدمی کو شیطان فرشتے اور شیطان سے تشبیہ دیتے ہوئے کہہ دیا جاتا ہے۔ اور ان دونو (فرشتہ اور شیطان) سے سچ مچ فرشتہ اور شیطان مراد نہیں ہوتے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کی تفسیر برحاشیہ تفسیر عرائس البیان میں لکھا ہے:۔

وَجَبَ نُزُوْلُهٗ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ بِتَعَلُّقِهٖ بِبَدَنٍ آخَرَ۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی اور

بدن کے تعلق سے واجب ہے۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام اصالتًا نازل نہیں ہوں گے۔ پس مسلمانوں کا ایک طبقہ شروع سے یہ مانتا چلا آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتًا آسمان سے نازل نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس امت کا امام مہدی مسیحؑ کے رنگ میں رنگین اور اس کے مشابہ کمالات رکھنے اور اس کا مثیل ہونے کی وجہ سے عیسیٰ کا نام دیا گیا ہے۔

الحمد للہ یہ پیشگوئی ہمارے زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمدؑ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے وجود میں پوری ہو گئی ہے۔ اور پھر ہمیں خدا تعالیٰ نے آپ کی شناخت کی توفیق بھی دی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کی بھی اپنے فضل و رحم سے رہنمائی فرمائے اور انہیں سچائی تک پہنچنے کی توفیق بخشے۔ اللھم آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اسلام و احمدیت کے متعلق مندرجہ ذیل لٹریچر

مفت طلب فرمایئے

۱- ہماری تعلیم — اقتباس از کشتی نوح مصنفہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ
۲- ایک غلطی کا ازالہ — ״ ״ ״ ״

۳- ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی — حدیث کے مستند ہونے کے متعلق احمدیت کا نقطۂ نگاہ از حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

۴- پیغام احمدیت — از امام جماعت احمدیہ

۵- سیرت طیبہ
۶- در منثور
۷- در مکنون
— بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی سیرت کے جستہ جستہ واقعات
از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم-اے

۸- پیغام حق- مسئلہ وفات مسیح اور نبوت کے متعلق احمدیت کا نقطۂ نگاہ

۹- مسیح مشرق میں — حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے اور کشمیر میں ہجرت کے متعلق انکشافات با تصویر

۱۰- بائیبل کی الہامی حیثیت- جس میں بائیبل کے اندرونی اختلافات اور عیسائی محققین کے حالات سے بائیبل کی حیثیت پر روشنی ڈالی گئی ہے-

۱۱- ندائے حق حصہ اول } اللہ تعالیٰ کی توحید کا ثبوت اور مسئلہ کفارہ کی
۱۲- ندائے حق حصہ دوم } تردید پر مشتمل ہے۔

۱۳- نجات۔ { بائیبل اور قرآن سے نجات کی حقیقت پر روشنی ڈال کر کفارہ پر چودہ سوالات کئے گئے ہیں۔

۱۴- موازنہ کیجئے! - اناجیل سے توحید کا ثبوت اور تثلیث کا ردّ

۱۵- امت محمدیہ میں وحی و نبوت - (از علامہ نیاز فتحپوری ایڈیٹر نگار)

۱۶- عقائد احمدیت - حضرت علی کی برضا و رغبت بیعت۔

۱۷- حضرت ابو بکر کی خلافت اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تشریح

۱۹- مباحثہ مصر - مصر میں عیسائی پادریوں سے چار مسئلوں پر دلچسپ مباحثہ

ذیل کا لٹریچر قیمت پر طلب فرمائیں

پیشگوئی دربارہ مرزا احمد بیگ اور اس کے متعلقات } (نکاح والی پیشگوئی کی حقیقت) ۸ر

وساوس کا ازالہ (پندرہ اعتراضات کے جواب) ۸ر

شان خاتم النبیین (مسئلہ ختم نبوت کی حقیقت پر جامع مضمون) عہ

قول بلیغ (لاہوری فریق کی کتاب قول سدید کا جواب) عہ